حیاء پر بے حیائی کی فتح

کائنات میں قدرت کا نظام یہ ہے کہ جو چیز اہم، نازک، لوگوں کے لئے مرکزِ توجہ اور رغبت کا باعث ہیں، انھیں چھپا کر اور حفاظت کے حصار میں رکھا جاتا ہے اور جو چیزیں نسبتاً کم اہم ہوتی ہیں، یا نازک اور پُر خطر نہیں ہوتیں، ان کے لئے حفاظت اور بچاؤ کا یہ اہتمام بھی نہیں ہوتا، مٹی اور پتھر کھلے عام زمین پر پائے جاتے ہیں، لیکن سونے کے ذرّات پتھر کی تہوں میں چھپا کر رکھے گئے ہیں اور بیش قیمت موتی سیپ کے حصار میں بند ہوتے ہیں، یہ نظام نہ صرف ہمارے گردوپیش پھیلی ہوئی کائنات میں کارفرما ہے، بلکہ ہمارے وجود میں بھی یہی نظام جاری وساری ہے، ہاتھ، پاؤں اور جسم کے بہت سے اعضاء بیرونی حصہ میں واقع ہیں، لیکن آبگینۂ چشم پر گھنیری پلکوں کے پہرے ہیں، دل جس پر گردشِ خون کا مدار ہے سینہ و پشت کی ہڈیوں کے بیچ چھپا کر رکھا گیا ہے، دماغ کا حجم کچھ زیادہ نہیں، لیکن یہ جسم کا بادشاہ ہے اور احساس وعمل کی تمام قوتیں ایک وفادار سپاہی کے طرح اس کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہوئی ہیں، اسی لئے اسے مضبوط ہڈیوں کے خول میں قلعہ بند کر کے رکھا گیا ہے، کہ دل ودماغ کی لطافت و نظافت اور اس کی اہمیت وقدر وقیمت کا تقاضا یہی تھا۔

انسان سماجی زندگی میں بھی قدم قدم پر اس کو برتنے کا عادی ہے، بیماروں کی دیکھ بھال صحت مندوں سے زیادہ کی جاتی ہے، بوڑھوں کا خیال بہ مقابلہ جوانوں کے کئی چند زیادہ رکھا جاتا ہے، اگر پندرہ سال کا نوجوان سڑک اور بازار کی طرف چلا جائے تو کوئی گھبراہٹ نہیں ہوتی، لیکن اگر تین چار سال کا بچہ اپنے طور پر کہیں نکل جائے اور دو چار گھنٹے گذر جائیں تو گھر میں کہرام مچ جاتا ہے اور تلاش شروع ہو جاتی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بوڑھے، بیمار یا بچے کو کمتری کی نظر سے دیکھا گیا ہے، بلکہ اس میں ان کی محبت اور ان کے تحفظ کا جذبہ کارفرما ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جنس کے اعتبار سے جو دو صنفیں پیدا کی ہیں، مرد اور عورت، ان

میں عورتوں کی لطافت ونزاکت اوران کے تحفظ کی ضرورت ایک واضح حقیقت ہے، اگر کسی کا لڑکا کالج جائے اور چار چھ گھنٹہ دیر سے آئے تو گھبراہٹ نہیں ہوتی، لیکن اگرلڑکی کی واپسی میں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کی بھی تاخیر ہوتو تشویش کی لہر دوڑ جاتی ہے، اور گھر کے ذمہ دار لوگ تلاش میں سرگرداں ہوجاتے ہیں، اگر کسی نوجوان یا جوان مرد کو حیدرآباد سے دلی جانا ہوتو ماں باپ بہ خوشی روانہ کرتے ہیں، بلکہ یہ بھی ضروری محسوس نہیں کرتے کہ انھیں گھر سے اسٹیشن جاکر چھوڑا جائے، لیکن اگر کوئی نوجوان لڑکی یا جوان عمر خاتون بلکہ ادھیڑ عمر خاتون بھی تنہا سفر کرنا چاہے، تو ذمہ دار اسے اس کی اجازت نہیں دیں گے اور اگر کسی مجبوری کے تحت روانہ کردیں، تو اہتمام سے ٹرین پر سوار کرائیں گے، کسی شریف پڑوسی کو توجہ دلائیں گے، پھر دہلی میں کوئی شناسا ہو تو اس سے خواہش کریں گے کہ وہ دہلی اسٹیشن پر آکر لے لیں اور بے چینی کے ساتھ اس کے منزلِ مقصود تک پہنچنے کے منتظر رہیں گے۔

یہ فرق کیوں ہے؟ اس کی وجہ ظاہر ہے، عورت صنفِ لطیف ہے، یہ لطافت اسے مرکزِ توجہ بھی بناتی ہے اور نازک بھی اور نزاکت اس بات کی متقاضی ہے کہ اس کے تحفظ اور نگہداشت کا سروسامان کیا جائے، غور کیجئے کہ جرائم کے اعداد وشمار میں ایک قابل لحاظ حصہ زنا بالجبر، جنسی ہراسانی اور چھیڑخوانی کا ہے، لیکن ان واقعات میں ہمیشہ عورت ہی مجبور کی جاتی ہے اور اسی کو ہدف بنایا جاتا ہے، شاذ ونادر ہی کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہو جسمیں عورت کے بجائے مرد جبر واکراہ کا نشانہ بنتا ہو، ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ ایک تو قدرت نے عورت میں جذب و کشش کے محرکات زیادہ رکھے ہیں، دوسرے یہ کہ مرد اپنی حفاظت آپ کرسکتے ہیں، لیکن عورت اپنی نگہداشت کے لئے مرد کی محتاج ہے، اسی ضرورت کے پیش نظر شریعت نے عورتوں کے لئے حجاب کا قانون رکھا ہے۔

پردہ عورت کے لئے نہ قید ہے نہ اس کی تحقیر اور نہ اس پر بے اعتباری کا اظہار، بلکہ اس کا مقصود عورت کا تحفظ اور اس کی نگہداشت ہے، اگر آپ سفر میں جارہے ہیں تو چادر اور تکیہ اور جوتا اور تولیہ تو یوں ہی رکھ دیں گے، لیکن اگر آپ کے ساتھ سونا ہو، خطیر رقم ہو، یا ہیرے اور موتی

ہوں تو آپ انھیں یوں ہی کھلی جگہ پر ڈال دینا گوارہ نہیں کریں گے، بلکہ ایسی جگہ رکھنا چاہیں گے جس میں اس کے تحفظ کا بھرپور نظم ہو اور اسے لوگوں کی نگاہ سے بچا کر رکھنا چاہیں گے، یہی حال بلکہ اس سے بڑھ کر خواتین کا ہے، کیوں کہ باعزت اور غیرت مند لوگوں کے لئے عزت اور آبرو کی اہمیت مال وزر سے زیادہ ہے، اگر آپ کا نوجوان لڑکا شریکِ سفر ہو اور چند لوگ اس کی طرف نظر گڑا کر دیکھیں تو اس سے کوئی تشویش پیدا نہیں ہوگی، لیکن اگر یہی بات نوجوان لڑکی کے ساتھ پیش آئے تو یقیناً ناگوار گذرے گا، پس یہ انسانی فطرت کا حصہ ہے کہ بمقابلہ مرد کے عورت کی حفاظت وصیانت اور اس کی عفت وعصمت کی نگہداشت کا خصوصی لحاظ رکھا جائے۔

پردہ کے مسئلہ کو اسی پس منظر میں دیکھنا چاہئے، مگر افسوس کہ مغربی تہذیب میں پردہ کو عورتوں کے ساتھ ظلم وزیادتی، انحطاط کی علامت اور ترقی میں رکاوٹ کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، یہ محض غلط فہمی اور حقیقت ناشناسی ہے، پردہ کا تعلق لباس سے ہے، یعنی ایسا لباس جو جسم کو اچھی طرح ڈھانپ لے، اتنا چست نہ ہو کہ اعضاء کی ساخت نمایاں ہو جائے، سر ڈھکا ہوا ہو، چہرہ بھی اجنبی کے سامنے نہ کھولیں، اور تعلیم کا تعلق انسان کی قوتِ فکریہ اور اس قوت کے استعمال سے ہے، اس لئے لباس سے تعلیم اور ذہنی وفکری ترقی اور پستی کا تعلق نہیں، اسی طرح سماج میں اگر پردہ کی رعایت ملحوظ ہو اور مرد وعورت کے اختلاط کو روکا جائے تو عورتوں کے لے کام کے مواقع بڑھ جائیں گے؛ کیوں کہ پرائمری سطح سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک جب لڑکیوں کے لئے جداگانہ درسگاہیں قائم ہوں گی، خواتین کے لئے علاحدہ عدالتی نظام اور گورنمنٹ کے دفاتر میں الگ کاؤنٹر ہوں گے اور دوکانوں میں خواتین کے لئے الگ گوشہ ہوگا، تو اس سے خواتین کے لئے ملازمت کے زیادہ مواقع بہم پہنچیں گے، اور وہ کسی نفسیاتی دباؤ کے بغیر اپنا کام انجام دے سکیں گی، اس لئے یہ سمجھنا خام خیال ہے کہ پردہ کی وجہ سے خواتین کام کے مواقع سے محروم ہو جائیں گی۔

فرانس میں حجاب کی ممانعت کا جو قانون نافذ ہوا ہے، وہ حیرت انگیز ہے، یہ خلافِ فطرت بھی ہے اور اس دعویٔ آزادی کے مغائر بھی جو مغربی ممالک کرتے آئے ہیں، آزادی کا

تقاضا یہ ہے کہ جیسے نیم عریاں لباس پہنے، بلکہ بے لباس رہنے کی اجازت ہے، اسی طرح اگر کوئی پردہ دار لباس اختیار کرنا چاہے تو اس کو بھی اس کی پوری آزادی حاصل ہو، پھر یہ کہ حجاب کی حیثیت عورتوں کے حق میں اسلامی شناخت کی ہے، اب یہ عجیب بات ہے کہ عیسائیوں کو تو اپنی مذہبی شناخت ساتھ رکھنے اور صلیب لٹکانے کی اجازت ہے، لیکن مسلمانوں کو ان کی مذہبی شناخت سے محروم کر دیا جائے، مگر یورپ کا سیکولرزم یہی ہے کہ برائی کرنے کی تو آزادی ہے، لیکن برائی سے بچنے کی آزادی نہیں!!

۱۶/ ذوالقعدہ ۱۴۲۴ھ ۹/ جنوری ۲۰۰۴ء

❑ ❑ ❑ ❑